السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قربانی کا جانور جو خاص قربانی کےلئے خریدا جائے اور ذوالحجہ کے چاند میں اس کی اون بالکل صاف کی جائے، یعنی مونڈی جائے تو بہتر ہے یا نہیں، پشم اتارنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ترغیب وترہیب میں ہے:

عَن عَائِشَۃَ قَالَت: قَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: قال مَا عَمِلَ ابنُ آدَمَ مِن عَمَلٍ یَومَ النَّحرِ أَحَبَّ إِلَی اللَّہِ مِن اِہرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہُ لَیُوْتَی یَومَ الْقِیَامَۃِ بِقُرُونِہَا وَأَشْعَارِہَا وَأَظْلَافِہَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللہِ بِمَکَانٍ قبل اَن یَقَعَ بِالْاَرْضِ فَیطِیبُوا بِہَا نفسا۔ (ترغیب وترھیب، ج ۲ ص ۱۵۳

یعنی وعائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بقرعید کے دن آدم کے بیٹے نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو اور قربانی قیامت کے دن سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت ‘‘آئے گی اور خون زمین پر پڑنے سے پہلے خدا کے پاس قبولیت کے مقام میں پہنچ جاتا ہے، پو قربانیوں کے ساتھ دل سے خوش رہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے بال نہیں کٹانے چاہییں جیسے سینگ وغیرہ کیونکہ قیامت کے دن قربانی ان اشیاء کے ساتھ آئے گی۔ ہاں، اگر قربانی کا جانور بہت مدت پہلے خریدا ہوا ہو اور اون اتنی بڑی ہوگئی ہو کہ جانور کو تکلیف ہو تو پھر کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، مگر بقرعید کے دن سے اتنی پہلے کاٹے کہ بقرعید کے دن تک کافی بڑھا جائے تاکہ اس حدیث کے مطابق ہوجائے اس صورت میں کاٹنے سے اس حدیث کی مخالفت نہیں ہوگی اور قربانی کا جانور تکلیف سے بھی محفوظ رہے گا۔

اور جو اون اتاری جائے وہ صدقہ کر دینی چاہیے۔ کیونکہ قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے قربانی کی کوئی شے استعمال کرنا شبہ سے خالی نہیں، جو قربانی مکہ معظمہ میں بھیجی جاتی ہے اس کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ اگر راستہ میں رہ جائے تو اس کو ذبح کر دو اور لوگوں کےلئے چھوڑ دو، تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔ (مشکوٰۃ باب الھدی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز اللہ کےلیے وقف ہوجائے وہ وقت سے پہلے استعمال نہ کرنی چاہیے۔ ہاں لاچاری کی صورت میں سواری کی اجازت ہے، چنانچہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے ارکبھا بالمعروف اذا اٰلجئت الیھا حتی تجد ظھرا یعنی قربانی کے جانور پر سواری کےلئے مجبور ہوجائے تو سواری کرے حتی کہ اور سواری مل جائے۔

قربانی کا دودھ

اسی بنا پر امام مالک رحمہ اللہ وغیرہم قربانی کے دودھ کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ نیل الاوطار: جلد ۴ میں ہے:

وَاخْتَلَفُوا أَیضًا فِی اللَّبَنِ إِذَا احْتَلَبَ مِنہُ شَیْئًا فَعِنْدَ الْعِتْرَۃِ وَالشَّافِعِیَّۃِ وَالْحَنَفِیَّۃِ یَتَصَدَّقُ بِہِ فَاِنْ أَکَلَہُ تَصَدَّقَ بِثَمَنِہِ وَقَالَ مَالِکٌ: لَا یَشْرَبُ مِنْ لَبَنِہِ فَاِنْ شَرِبَ لَمْ یَغْرَمْ ۔ انتہی ملخصا۔

یعنی قربانی کے دودھ میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ شافعہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جب کچھ دودھ دو ہے تو صدقہ کر دے، اگر کہیں پی گیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے۔

امام مالک کہتے ہیں کہ قربانی کا دودھ پینے کی اجازت نہیں، لیکن اگر کوئی شخص پی لے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ذبح سے پہلے قربانی کی کوئی شے اپنے استعمال میں نہ لائے، ذبح کے بعد استعمال میں لا سکتا ہے۔ گوشت کھا سکتا ہے، چمڑا استعمال کر سکتا ہے اور اون وگیرہ چمڑے سے علیحدہ کر کے کوئی شے بنانا چاہے بنا سکتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کو فروخت کر کے پیسے کھانے جائز نہیں، چنانچہ حدیث میں چمڑوں وغیرہ کی فروخت کرنے سے صراحتاً منع فرمایا گیا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص594